Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ ہفتہ ۱۹ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ، ۸ فتح ۱۳۶۹ ہش، ۸ دسمبر ۱۹۹۰ء نمبر ۲۲۷

نجات یافتہ لوگوں کی علامت

"بعض لوگ جب دوراہوں پر کھڑے ہوتے ہیں تو بڑا مشکل وقت ہوتا ہے صحیح فیصلہ کرنے کا۔ اور وہ ان دوراہوں پر بسا اوقات دنیا کی طرف جھکنے والے فیصلے کرتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو جب دوراہوں پر کھڑے ہوتے ہیں تو خواہ کیسا ہی کڑوا فیصلہ ہو وہ ہمیشہ دین کی طرف مائل ہونے والا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن گواہی دیتا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اصل میں توکّل ہی ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ...... جو اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ سچّے دل سے توکّل کے اصلی مفہوم کو سمجھ کر صدق دل سے قدم رکھنے والا ہو اور صبر کرنے والا اور مستقل مزاج ہو۔ مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جاوے۔ دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے اور اس کے کام بھی ایسے ہی ہیں۔ پس انسان کو لازم ہے کہ اس کا غم نہ کرے اور آخرت کا فکر زیادہ رکھے"۔

(ملفوظات جلد دہم صـ ۲۵۲)

"جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے کاروبار میں آرام سے زندگی بھی بسر کرتے رہیں اور خدا بھی مل جاوے اور انسان پاک بھی ہو جاوے اور اسے کوئی محنت اور کوشش نہ کرنی پڑے یہ بالکل غلط خیال ہے۔ کل انبیاء، اولیاء، اتقیاء اور صالحین کا یہ ایک مجموعی مسئلہ ہے کہ پاک کرنا خدا کا کام ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صـ ۲۷۹)

محترم ڈاکٹر سلام صاحب

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ گذشتہ دو سال سے ایک ایسی بیماری سے دوچار ہیں جس کی تشخیص ممکن نہیں ہو سکی۔ مگر کمزوری بڑھتی رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے دماغی طور پر آپ پوری طرح فعال ہیں۔

اب یہ خوشکن خبر ملی ہے کہ امریکہ میں آکوپنکچر کے ذریعہ علاج کروانے سے آپ کی صحت بہتر ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

پاکستانی سائنسدانوں کی ایک بہت بڑی کھیپ آپ کی انتہائی ممنون ہے کہ آپ نے ہر قدم پر ان کی مدد کر کے انہیں سائنسی علوم میں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا ہے۔ اور ان پاکستانی سائنسدانوں کو دنیا میں متعارف کروایا ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مکرم ڈاکٹر صاحب کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور لمبی فعال زندگی سے نوازے۔

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں

"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا"۔

فیصلوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبّت، اطاعت اور اسکی رضا پر رکھیں

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ آپ پر ہمیشہ رحمت کرتا رہے

"ایک نقطۂ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زندگیاں فیصلے ہی فیصلے ہیں۔ وہ فیصلوں کا مجموعہ ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح روئی کی گانٹھیں بنا دی جاتی ہیں اور روئی کے ریشے ان کے اندر آجاتے ہیں۔ ہماری زندگی کے فیصلوں کی ہر روز ایک بیل (BALE) یعنی گانٹھ بنتی ہے۔ وہ فیصلے وقت کے پریس میں دب جاتے ہیں اور شام کو ہم معمولی سی گٹھڑی فیصلوں کی لاتے ہیں۔ حالانکہ اس گٹھڑی میں اسی طرح بے شمار فیصلے ہوتے ہیں جیسے روئی کی گانٹھ میں بے شمار ریشے ہوتے ہیں۔ ہمارا دن فیصلے کرتا ہوا گزر جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے ان فیصلوں کی بنیاد دو چیزوں پر رکھ سکتے ہو۔ ایک میری محبت اطاعت اور میری رضا کی جستجو پر اور دوسرے اپنی مرضی پر۔ اگر تم اپنے فیصلوں کی بنیاد اپنی مرضی پر رکھو گے یا اللہ کے سوا کسی اور کی مرضی پر رکھو گے تو تم اللہ تعالیٰ کی پرستش اور عبادت کا حق ادا نہیں کر رہے ہو گے۔ اگر تم اپنی پیدائش کی غرض کو پورا کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم عبادت کا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنے فیصلوں کو خالصۃً لِلّٰہ بنانا پڑے گا۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم مشرک بن جاؤ گے۔ تم دہریہ بن جاؤ گے۔ تم اللہ تعالیٰ کے عبادت گذار بندے نہیں ہو گے۔

پس...... دین کے معنی قضا کے ہیں اور قضا کا لفظ دو موٹے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک تو یہ لفظ حکم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور دوسرے یہ قضا کے فیصلوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہاں ہم یہ دونوں معنی لے سکتے ہیں۔ بہرحال ایک معنی قضا کے حکم دینا۔ اپنے یا غیر کے متعلق فیصلہ کرنا یا ہدایت دینا یا ڈائرکٹو دینا ہیں۔ ان لوگوں کو جو ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور جن کو ہدایت دینا ہمارا فرض ہے۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر ہے پرنسپل ہے۔ گھر کا مالک ہے۔ محلہ کا عہدہ دار ہے ان سب کو حکم یہ ہے کہ جب کوئی فیصلہ کرنے لگو تو اس بات کا خیال رکھو کہ تمہارے فیصلہ کی بنیاد احکام الٰہی پر ہو۔ اس کے بغیر تمہارا عبادت کا دعویٰ غلط ہو گا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ مئی ۱۹۶۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۸ ۔ فتح ۱۳۶۹ ہش ۸ ۔ دسمبر ۱۹۹۰ء

ناپسندیدہ شور

شور ایک ایسی چیز ہے جو از خود پیدا نہیں ہوتی ۔ شاعری میں تو یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ خاموشی کا بہت شور ہے لیکن یہ شور دل کے اندر ہوتا ہے باہر نہیں ۔ باہر اگر خاموشی ہے تو کوئی آواز سنائی نہ دے گی ۔ اور ہر طرف چپ ہی چپ ہوگی اور سناٹا ہوگا ۔ اور اس حالت میں اگر آپ شور پیدا کرنا چاہیں تو آپ کو اس کیلئے کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا ۔ زور سے بولنا ہوگا ۔ سیٹیاں بجانی ہونگی ۔ تالیاں بجانی ہونگی ۔ پاؤں زمین پر مارنے ہونگے ۔ کسی چیز کو دوسری چیز سے ٹکرانا ہوگا ۔ ریڈیو کی آواز اونچی کرنی ہوگی ۔ ٹی وی زور زور سے لگانا ہوگا ۔ گاڑیاں اور رکشے چلانے ہونگے ۔ ان کے سائلنسر ختم کرنے ہونگے ۔ ان کے ہارن بجانے ہونگے ۔ اور ایسی ہی دیگر بہت سی باتیں ہیں جو ارادۃً کرنی ہونگی ۔ اگر آپ ان میں سے کچھ بھی نہ کریں تو آپکے ماحول میں خاموشی ہوگی اور خاموشی ہی رہے گی ۔

اگر ہم غور کریں تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ نہ بالکل خاموشی اچھی نہ بہت زیادہ شور ۔ خاموشی سے انسان اکتا جاتا ہے ۔ بات کرنے کیلئے کسی کو تلاش کرتا ہے ۔ پرندوں کی چہچہاہٹ سننی چاہتا ہے ۔ دریاؤں کی روانی کے نغموں کیلئے اس کے کان ترس جاتے ہیں ۔ ایسے میں اسے ہوا کی سنسناہٹ بھی بھلی معلوم دیتی ہے ۔ اگر بالکل خاموشی ہو اور لمبے عرصہ تک خاموشی ہی رہے تو ماحول مُردہ لگتا ہے ۔ چیزیں بے جان لگتی ہیں ۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی جم کر رہ گئی ہے ۔

لیکن بہت زیادہ شور ہو تو وہ بھی ناپسندیدہ ہے ۔ کان پڑی بات سُنائی نہیں دیتی ۔ کوئی پڑھ رہا ہو تو دوسروں کی بات تو کیا اسے اپنے ہلتے ہونٹوں کا پڑھنا بھی سمجھ میں نہیں آتا ۔ آپ ریڈیو سُن رہے ہیں ۔ ٹی وی دیکھ رہے ہیں ۔ اور کچھ سمجھ نہیں پاتے ۔ کتنا اچھا مضمون تھا چاند پر ۔ لیکن آپ کئی لفظ نہیں سُن سکے اور اس طرح پوری بات کی سمجھ نہیں آئی اور مطلب غتر بود ہوگیا ۔ کوئی بیمار ہے اور سکون چاہتا ہے بلکہ سکون اس کے علاج کا تقاضا ہے ۔ اور اس کے ارد گرد شور ہو رہا ہے ۔ بیمار تو وہ ہے ہی ۔ زندگی سے بیزار ہی ہو جاتا ہے ۔

یہ زمانہ شور کا زمانہ ہے لیکن ہمارا اپنا پیدا کردہ شور ہے جسے ہم کم بھی کر سکتے ہیں ۔ اگر آپ کو دوسروں کا شور پسند نہیں تو آپ خود کیوں شور پیدا کرتے ہیں ۔ آئیے ہم شور کم کرنے پر غور کریں ۔

شام سویرے میری دعائیں
ان کے لئے ہیں ان کے نام
میری چاہت ظاہر و باہر
ان سے پیار ہے میرا کام

ـــــــ ابوالاقبال

○

پلکوں پہ ان اشکوں کو سجاؤ گے کہاں تک
امڈے ہوئے جذبات دباؤ گے کہاں تک

گھر آنے کی دعوت انہیں دیتے تو ہو لیکن
گلیوں میں جو کانٹے ہیں اٹھاؤ گے کہاں تک

تا عمر کبھی سوچ نہ پائیں گے وہ یہ بات
تم سوچ کو مہمیز لگاؤ گے کہاں تک

اس شہرِ ستم میں تو دبا دیتے ہیں آواز
تم جذبۂ گفتار بچاؤ گے کہاں تک

صرصر کا وہ جھونکا ہیں ہر اک تازہ چمن میں
دستار میں تم پھول سجاؤ گے کہاں تک

یہ بات "کہاں تک" کی سمجھتا نہیں کوئی
ہر شخص کو یہ بات سُناؤ گے کہاں تک

دیوار کے اُس پار بھی اِک نقشِ کہن ہے
اِس سمت کے ہی نقش مٹاؤ گے کہاں تک

ہم تم کو پرے ہٹ کے بکھرنے نہیں دیں گے
جاؤ گے بہت دُور پہ جاؤ گے کہاں تک

ہیں رُوح کی پاتال میں جن لوگوں کی یادیں
تم ان کو بھلاؤ تو بھلاؤ گے کہاں تک

مقتل میں تو سر دھڑ کی لگا دیتے ہیں بازی
تم چپ کو نسیم آج نبھاؤ گے کہاں تک

نسیم سیفی

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں)

"فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے ۔ ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی ۔ جب تک آنسو نہ بہیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

سارک کی سالانہ میٹنگ

مالے میں سارک کی سہ روزہ میٹنگ گذشتہ جمعہ کے روز ختم ہو گئی۔ سب سے اہم بات جس پر زور دیا گیا وہ یہ تھی کہ عراق بغیر کسی شرط کے کویت سے اپنی فوجیں نکال لے یہ سارک کی پانچویں میٹنگ تھی۔ جیسا کہ قارئین جانتے ہیں سارک کے ممبروں میں بنگلہ دیش بھوٹان، بھارت، مالدیپ، نیپال، پاکستان اور سری لنکا شامل ہیں۔ کویت سے عراقی فوجیں نکال لینے کی جو اپیل کی گئی ہے۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس قبضے سے جنوبی ایشیا کے ممالک کو بہت زیادہ اقتصادی دھچکا لگا ہے۔ سارک کے اراکین نے عالمی برادری پر بھی زور دیا ہے کہ وہ ان تمام نقصانات کے ازالے کی فوری کوشش کرے جو عراق کے کویت پر قبضہ کرنے سے ان ممالک کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ ایک تو ان ممالک کے جو لوگ عراق اور کویت میں موجود تھے۔ انہیں واپس اپنے گھروں کو آنا پڑا اور اسطرح ان ممالک کی آمدنی میں کمی ہوگی اور دوسرے خلیج کے تنازعے کے باعث تیل کی قیمتیں بڑھ گئیں اور یہ بھی بہت بڑے نقصان کا باعث بنا۔

یہ ڈیکلریشن سارک کے آخری اجلاس میں جس میں مختصر تقاریر کے بعد یہ ڈیکلریشن پیش کیا گیا۔ اس ارادے کے ساتھ سامنے لایا گیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کر کے اپنے ملکی باشندوں کو سہارا دینے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے اجتماعی اور انفرادی خود انحصاری پر بھی زور دیا۔ ایک بات جو خاص طور پر پیش کی گئی اور جس سے تمام ممالک کو خاصا فائدہ ہونے کا امکان ہے وہ یہ ہے کہ یہ ممالک ایک دوسرے سے مل جل کر ایسے کام شروع کریں جس سے اجتماعی اور انفرادی فوائد حاصل کئے جاسکیں۔ اس میں گھریلو صنعت کاری بھی آتی ہے اور بڑی بڑی صنعتیں بھی۔ سیاحت کو بھی خاص طور پر آپس میں تعاون کے ذریعے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ سب ممالک آپس میں غور کر کے سیاحت کو فروغ دیں تو خاصا فائدے کا امکان ہے۔

چھٹی سارک کانفرنس کو لمبو میں منعقد کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ سارک کے موجودہ صدر مامون عبدالقیوم نے کہا کہ وہ کوشش کریں گے کہ جس جذبے کے ساتھ فیصلے کئے گئے ہیں اس جذبے کو قائم رکھا جائے اور جو فیصلے کئے گئے ہیں۔ ان پر حتی الامکان پوری کوشش سے عمل درآمد کیا جائے۔ سارک کے متعلق انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ ہمارے آپس میں مل جل کر کام کرنے کی ایک واضح علامت ہے۔

کویتی جنگی تربیت

جس کویتی فوج کو آج سے تین ماہ قبل عراق نے دیکھتے ہی دیکھتے روند ڈالا تھا اب امریکہ کے خصوصی فوجی دستے اسے اپنے ہمسائے عرب ملک کے ساتھ مقابلے کے لیئے دوبارہ تربیت دے رہے ہیں۔ یہ کویتی دستے جو عراق کے سامنے ٹھہر نہیں سکے تھے اور صرف ۹ گھنٹے کی لڑائی کے بعد بھاگ نکلے تھے اب انہیں عراقی اسلحہ سے واقفیت بہم پہنچائی جارہی ہے۔ ایسے میزائلوں کی تربیت دی جارہی ہے جو ٹینکوں کو تباہ کرنے میں کام آتے ہیں۔ انہیں یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ جب جنگ میں قیدی بنائے جاتے ہیں تو ان سے کس طرح پوچھ گچھ کی جاتی ہے۔ اور ہوا میں لڑائی کے کیا انداز اختیار کئے جاتے ہیں کویتیوں کا کہنا ہے کہ امریکی فوجی اکثر ہمیں ٹینکوں کو مارنے کی تربیت دے رہے ہیں۔ جس شخص نے یہ بات کہی ہے وہ اپنا پورا نام تو بتانے کیلئے تیار نہیں لیکن کہتے ہیں کہ انہیں کپتان علی کہا جاسکتا ہے۔ اسلیئے کہ علی نام کے تو بہت سے لوگ ہونگے اور صرف کپتان علی کہنے سے یہ پتہ نہیں چل سکے گا کہ یہ بیان کس نے دیا ہے۔ تیاری تو عراق کے ساتھ لڑائی کی کر رہے ہیں اور اسی غرض سے تربیت لے رہے ہیں۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ابھی انکے دل خوف زدہ ہیں اسی لئے کپتان علی اپنا پورا نام بتانے کے لئے تیار نہیں کہ اگر وہ کسی وقت عراقیوں کے ہاتھ آگئے تو ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ بظاہر اس جذبے کا اظہار کرتے ہیں کہ عراق کے ساتھ دوبارہ جنگ کر کے انتقام لینا چاہتے ہیں۔

امریکہ کے صحافیوں کو کویتیوں کے تربیتی کیمپ کا معائنہ کروایا گیا۔ اور انہیں دکھایا گیا کہ امریکہ کے خصوصی فوجی دستے کس طرح کویت کی تربیت کر رہے ہیں۔ کویتیوں کے علاوہ وہ دیگر عرب ممالک کی فوجوں کی بھی تربیت کر رہے ہیں۔ جن کے متعلق خیال کیا جاسکتا ہے کہ شائد انہیں بھی کسی وقت ایسے ہی حالات کا سامنا کرنا پڑے۔

تربیت کا یہ پروگرام گذشتہ دو تین ہفتوں سے ہی شروع کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ امریکی افواج یہ بھی چاہتی ہیں کہ کویتیوں کو آگے رکھ کر عرب فوجوں سے لڑایا جائے بجائے اسکے کہ امریکی اگلے دستوں میں ہوں یا دائیں بائیں۔ جہاں حملوں کا ڈر ہوتا وہ چاہتے ہیں کہ وہ درمیانی پوزیشن میں ہوں اور عرب آگے اور دائیں بائیں ہوں

تربیت کا جو پروگرام جاری کیا گیا ہے اسکے متعلق تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ اسے زیادہ وسعت دی جائے گی۔ اور خاص طور پر ان علاقوں میں تربیت دیجائے گی جہاں اسوقت شامی مصری کویتی اور سعودی فوجیں متعین کی گئی ہیں جب تربیت کے لئے پہلی دفعہ امریکی فوجی افسروں کی ٹیم وہاں پہنچی تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں جو فوجیں موجود تھیں وہ خاصی پریشان تھیں اگرچہ اس امریکی فوجی نے اپنا نام تو بتانے سے یا شائع کرنے سے انکار کر دیا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ اب فوجوں کا آپس میں تعاون پہلے سے خاصا زیادہ ہے۔ جہاں کویتیوں کے چار ہزار فوجی متعین کئے گئے ہیں اس پوسٹ کے قریب ہی امریکیوں نے اپنے خیمے گاڑے ہوئے ہیں اور انہیں پتوں سے اسطرح ڈھانکا ہوا ہے کہ پتہ نہ چل سکے کہ یہاں کون ہے اور کیوں ہے۔ ویسے تو کویتیوں کے پاس اسوقت صرف ایک بریگیڈ موجود ہے۔ لیکن انکا کہنا ہے کہ بیرون از کویت جو کویتی حکومت قائم کی جاچکی ہے وہ کوشش کر رہی ہے کہ اسی طرح کے دو اور بریگیڈ مہیا کئے جاسکیں اگرچہ وہ اس سے زیادہ بھی لوگوں کو جمع کر سکتی ہے لیکن وہ ایسا کر نہیں رہی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کویتی نوجوان اپنے خاندانوں کے لیئے روزی کمانے سے محروم ہو جائیں

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جس کویتی یونٹ کو امریکی تربیت دے رہے ہیں وہی ایک یونٹ ایسا ہے جسے عراق کے ساتھ کسی حد تک جنگ کا تجربہ ہے۔ اور امریکی یہ کہہ کر انکو داد و تحسین دے رہے ہیں کہ باوجود اسکے کہ عراق کے پاس فوج کی نفری بہت زیادہ ہے جس طرح کویتیوں نے انکا مقابلہ کیا ہے یا جس حد تک بھی کیا ہے وہ بتاتا ہے کہ یہ بریگیڈ دنیا کے اچھے فوجی بریگیڈوں میں سے ہے۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ اس بریگیڈ نے عراقیوں کو خاصی زک پہنچائی تھی۔ اگرچہ وہ زیادہ دیر تک لڑ تو نہیں سکے اور انہیں بھاگ کر سعودی عرب جانا پڑا اور اسطرح انکا بہت سا سامان پیچھے رہ گیا جو عراقیوں کے ہاتھ لگا مگر اسکے باوجود یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ جتنا بھی لڑے خوب لڑے۔

اس بریگیڈ کے کرنل سلام نے کہا ہے کہ جنگ تو کوئی نہیں چاہتا لیکن اپنے ملک کی حفاظت کے لیئے اور اپنے ملک کا فخر قائم رکھنے کے لیے جنگ کرنی پڑے تو اس سے گریز بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں سے ایک شخص جو اپنے آپ کو کپتان علی کہتا ہے نے کہا ہے کہ جب اسے یہ خیال آتا ہے کہ اسے کویت سے بھاگ کر سعودی عرب جانا پڑا تو وہ شرم کے مارے اپنا سر جھکا لیتا ہے۔ کیونکہ اس طرح بھاگ جانے سے اس نے اپنی بیوی اور چار بچوں کو پیچھے ہی چھوڑ دیا۔ "اب ہم چاہتے ہیں کہ ہم عراق سے دوبارہ جنگ کریں اور جو کچھ ہو چکا ہے اس کا انتقام لیں"۔

سنگاپور کی نئی وزارت عظمیٰ

مسٹر لی کوآن یو LEE KUANYEW. نے سنگاپور کے وزیر اعظم کے طور پر ۳۱ سال تک حکمرانی کی ہے اور یہ بات سب کو معلوم تھی کہ مسٹر لی ایک سخت گیر انسان ہیں وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ "ہم خود فیصلہ کرتے ہیں کہ کونسی بات درست ہے اور اس بات کی ہمیں بالکل پرواہ نہیں ہوتی کہ لوگ ہمارے فیصلے کے متعلق کیا سوچتے ہیں" انہوں نے مالیات پر بھی اچھا خاصا مضبوط کنٹرول رکھا ہوا تھا اور ان کی پالیسی یہ تھی کہ جہاں بھی اور جیسا بھی کوئی کام کیا جائے اس کا نفع ظاہر و باہر ہونا چاہیئے۔ اب جبکہ وہ ۲۸ نومبر کو اپنے عہدے سے دست بردار ہو گئے ہیں اس سے چند روز قبل ان کے جانشین نے کہا تھا کہ "اب ہم لوگوں کے لئے کچھ آسانیاں پیدا کر دیں گے۔"

ان کے فسٹ ڈپٹی پرائم منسٹر گوچوک ٹونگ GOH CHOK TONG نے اب ان کی جگہ لے لی ہے۔ انہوں نے اس عہدے پر فائز ہونے سے پہلے ہی یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم بہت زیادہ تبدیلیاں لائیں گے۔ لیکن یہ بات ہمارے مدنظر رہے گی کہ ہم باگیں کسی نہ کسی قدر ڈھیلی کر دیں اور لوگوں کو از خود سوچنے اور کام کرنے کا موقعہ دیں۔ آج تک جو پدرانہ سلوک کیا جارہا ہے وہ اب روا نہیں رکھا جائے گا۔ ہم ایک زیادہ اچھا معاشرہ تشکیل دینا چاہتے ہیں جسمیں محبت اور ہمدردی زیادہ ہو

باقی صـ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر عبدالرشید تبسم

اُردُو ادب کا ارتقاء

اردو ادب کی تاریخ پر گہری نظر ڈالی جائے تو اردو ادب کے متعلق ایک بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے وہ یہ کہ اس کی ترقی میں کسی حکومت، کسی مقتدر گروہ یا متموّل افراد کا ہاتھ نہیں رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہمارے متقدّمین میں سے بعض اساتذہ درباروں سے منسلک رہے۔ اور ان کی کچھ مالی حوصلہ افزائی ہوتی رہی۔ مگر دربارداری کے انداز کچھ ایسے تھے جن سے ان اساتذہ کی تخلیقی قوت مجروح تو ہو سکتی تھی اسے تنومندی نہیں مل سکتی تھی۔ بایں ہمہ وہ اتنے عظیم فنکار تھے کہ دربارداری نے اُن کے فن کو مجروح نہیں کیا۔ اردو ادب میں صرف انشاء اللہ خان انشاؔ کی ایک ایسی مثال ہے کہ وہ اودھ کے درباری ماحول میں اپنا تخلیقی گوہر گنوا بیٹھے۔ لیکن تباہی کے بعد اُن کی عمر کے آخری حصے میں ان کا فن بھی سنبھالا لے چکا تھا۔ اس حقیقت پر ان کی یہ غزل گواہ ہے ؎

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

پس ان حالات کا تفصیلی اور تحقیقی تجزیہ کیا جائے تو یہ واشگاف حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ اردو ادب محض اپنی مضمر قوتوں کے بل بوتے پر پنپا اور پروان چڑھا اپنے اپنے وقت میں اور اپنی اپنی سطح پر جن عناصر نے اردو ادب کی کچھ سرپرستی کی یا زیادہ صحیح الفاظ میں اردو ادب کی سرپرستی جن عناصر سے منسوب کی جاتی ہے وہ خود کسی نہ کسی اعلیٰ طاقت کی سرپرستی کے محتاج اور جوئندہ رہے۔ انہوں نے اردو ادب پر جو تھوڑی بہت توجہ کی اس سے اردو ادب کو کچھ فائدہ ہوا یا نہ ہوا ہو ان کی اپنی ذات کو ضرور فائدہ ہوا۔

دراصل ادب و زبان کا مسئلہ ایک بہت ہی پیچیدہ مسئلہ ہے۔ زبان ایک متحرک اور توانا قدر ہوتی ہے۔ اس میں اپنے دور کی خصوصیات کو سمو لینے اور ازکار رفتہ خصوصیات کو متروک کرنے کی قدرتی صلاحیت ہوتی ہے۔ پھر اصل، قدیم اور جدید کا امتزاج اتنا گھلا ملا بھی نہیں ہوتا کہ ہم، اصل قدیم اور جدید طرز بیان کے تیور ہی نہ پہچان سکیں۔ اردو ادب میں تو بالخصوص ایک ایسی صنف سخن موجود ہے جس کی بدولت اردو ادب کا رشتہ اپنے اصل و قدیم سے ہمیشہ وابستہ رہے گا۔ یہ صنفِ سخن غزل ہے۔ غزل ابدیّت سے ہمکنار ہو چکی ہے۔ غزل زمانے اور انقلابات کے ہر امتحان سے کامیاب و کامران گذر چکی ہے۔ اسے "نیم وحشی صنفِ سخن" اور "از کارِ رفتہ" اور "نئے زمانے کے تقاضوں سے عاری صنف" کا نام بھی دیا گیا۔ مگر اردو ادب میں غزل واحد صنفِ سخن ہے جس کا ارتقاء تمام مخالفتوں کے باوجود جاری رہا اور جس نے اپنے قدوقامت کو بلند سے بلند تر کیا۔ غالبؔ کے دورِ ادب میں اردو ادب کو مزید پائیدار اقدار میسر آئیں۔ اور غزل وادب میں منطقی اور سائنسی طرز فکر، سماجی اور معاشی تجربات کا بیان شروع ہو گیا۔ خود غالبؔ نے فلسفہ اور سائنس کو یکجا کرنے کی کوشش کی اور اس طرح اس نے نہ صرف اپنے دَور کو ایک خاص امتیاز بخشا بلکہ آئندہ دَور کے انداز فکر کی نشان دہی بھی کر دی۔

کوئی دورِ ادب کب شروع ہوا؟

اس سلسلہ میں کوئی خاص تاریخ متعین نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے کہ ہر نئے دَور کے محرکات بہت پہلے سے اثر انداز ہونے لگتے ہیں اور ان اثرات کا نمایاں ثبوت بہت بعد میں جا کر ملتا ہے۔ تاہم برصغیر پاک و ہند کے سیاسی، معاشی، تہذیبی حالات پر گہری نظر ڈالی جائے اور اس مشاہدہ کی روشنی میں اردو ادب کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اقبال کے دَور ادب کے ساتھ ساتھ ۱۹۲۷ء سے ایک نیا دَورِ ادب پیدا ہو رہا تھا۔ جس کے تقریباً تمام خدوخال ۱۹۳۵ء تک نمایاں ہو گئے۔ اقبال کا انتقال ۱۹۳۸ء میں ہوا۔ مگر نیا دورِ ادب ۱۹۳۵ء میں جنم لے چکا تھا۔ یہ دَور ۱۹۶۵ء تک جاری رہا۔ اس دَور کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق ہمارے زمانے سے ہے۔

جہاں تک میری بصیرت راہنمائی کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ۱۹۳۵ء سے شروع ہونے والے اردو ادب کا دَور، بعض دوسرے کم اہم عوامل کے علاوہ مندرجہ ذیل محرکات کا پیدا کردہ تھا۔

۱۔ معاشی بدحالی۔ یہ ۱۹۲۷ء میں شروع ہوئی اور ۱۹۳۴ء کے اخیر میں پورے عروج پر پہنچی۔ ملک کے طول و عرض میں بیروزگاری کا دور دورہ تھا۔ بے روزگاری نے فاقہ کشی کو جنم دیا اور فاقہ کشی نے بغاوت، جرائم، خودکشی کو۔ برصغیر پاک و ہند، انگلینڈ کا محکوم تھا اور اس کی منڈی بھی۔ اس لئے یہاں اس کساد بازاری نے عوام کو زیادہ ہی بے حال کیا۔ مٹھی بھر اعلیٰ تعلیم یافتہ ادباء کو شعراء کو چھوڑ کر ان کی باقی پوری کی پوری کھیپ اس بے روزگاری میں سرفہرست تھی۔

۲۔ ملک میں امارت اور غریبی کے درمیان فاصلہ بہت بڑھ گیا تھا انگریز نے چند بڑی بڑی زمینداریاں پیدا کرکے دولت کے تمام ذرائع صرف چند گھرانوں کے ہاتھ میں دے دیئے تھے۔ انہیں غریب عوام سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ اُدھر ساہوکار نہ صرف ملکی تجارت کے اجارہ دار تھے بلکہ غریبوں کی تھوڑی بہت پونجی کو بھی قرض کے بدلے صرف سود میں وصول کر لینا اور اُن کے مکان اور زمین قرق کر لینا ان کا معمول تھا۔ مختصر یہ کہ امیر اور غریب کے درمیان منافرت بڑھتی جارہی تھی اور دادوستد یہ سب ڈرامے شعراء وادباء کے سامنے ہوتے تھے بعض دفعہ یہ خود بھی ساہوکار کی لپیٹ میں آجاتے رہے۔

۳۔ انگریز کی غلامی سے بیزاری۔ سیاسی طور پر ملک بیدار ہو رہا تھا۔ ہندو، مسلم، سکھ سب انگریز کی غلامی سے بیزار تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے شعراء وادباء بھی اسی فضا میں سانس لے رہے تھے۔ یہ لوگ تو ویسے ہی فطری طور پر بڑے حساس اور آزادی پسند ہوتے ہیں۔ اس صورت حال سے یہ کیسے متاثر نہ ہوتے۔

۴۔ مغربی فلسفوں سے نئی روشناسی۔

۵۔ صحیح مذہبی تعلیم سے نوجوانوں کی ناواقفیت۔ ، تعیش پسند مغربی تہذیب کے اثر۔ تقدیر سے دولت کی غلط تقسیم کے انتساب، افلاس اور بیروزگاری سے پیدا شدہ قنوطیّت نے نوجوانوں پر سے، جن میں ادباء وشعراء بھی شامل تھے، مذہب اور تہذیبی روایات کی گرفت یکسر ڈھیلی کر دی۔ اس سے اخلاق کی قدریں نئے سانچوں میں ڈھلنے لگیں۔ جن کی زیادہ بنیاد ہر قسم کی آزادی پر تھی۔

۶۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ۱۹۱۷ء میں روس کے سرخ انقلاب نے اشتراکیت کی تدریج سے دولت کی تقسیم حکومت کو سونپ دی تھی۔ اور حکومت مزدوروں کی تھی۔ جہاں روٹی کپڑا اور سر چھپانے کے لئے جگہ ہر کسی کو میسّر تھی۔ پاک و ہند کے شعراء و ادباء کی نگاہیں بار بار اس نظام کی طرف اٹھنے لگیں۔

۷۔ اردو ادب کے حلقے میں اقبال کی شاعری بہت مقبول تھی۔ اقبال نے فلسفہ خودی کو شعر میں داخل کر کے نمایاں انفرادیت حاصل کر لی تھی۔ نوجوان شاعروں کے دل میں بھی نئی راہیں اختیار کرکے انفرادیت حاصل کرنے کا شوق چٹکیاں لینے لگا جو بالکل بجا تھا۔

۸۔ سخن کی صنفِ قصیدہ شخصی حکومتوں کے ساتھ ساتھ مٹتی گئی تھی۔ اس کا احیاء یا فروغ اب ممکن نہیں تھا۔ اس افراتفری کے زمانہ میں مثنوی اپنی طوالت کی وجہ سے گوارا نہ تھی۔ لے دے کے ایک ہلکی پھلکی صنف غزل تھی جس پر نئے تجربات کئے جا سکتے تھے۔ اس کے بحور، قوافی، ردیف کی جو قیود اس صنفِ سخن پر اس کی آفرینش کے وقت عائد ہوئیں معمولی تبدیلی سے ابھی تک وہ وہی کی وہی تھیں۔ اب اس تیز رفتار زمانہ کو تخیّل کے راستے میں یہ قیود ایک ناگوار رکاوٹ محسوس ہونے لگیں اور محض اس مجموعی طور پر اس صورت حال نے

باقی صـ۶ـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

محمود مجیب اصغر

مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب انجنیئر جو اپنی بے لوث اور قابل قدر خدمات کی وجہ سے جماعت میں معروف ہیں کا حال ہی میں پسنی بلوچستان کے دور افتادہ علاقہ میں تبادلہ ہوگیا ہے۔ وہاں سے انہوں نے ہمیں یہ مضمون بھجوایا ہے

اللہ تعالےٰ نے اپنی صفتِ رحمانیت کے ماتحت انسان کو جو نعماء عطا فرمائی ہیں ان میں والدین کا وجود غالباً سرفہرست ہے اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں والدہ کے وجود کو ایک امتیاز حاصل ہے بچپن میں دی ہوئی ماں باپ کی تربیت ساری عمر کام آتی ہے اور انسان بہت سارے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

ترقی پذیر ممالک میں عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ بچوں میں سے کوئی ڈاکٹر، انجنیئر یا کوئی افسر بنا تو خاندان کو یکدم اپنا معیار زندگی اونچا کرنے کا خیال غالب آیا اور بعض والدین بچوں کو مجبور کرتے ہیں کہ ہر جائز ناجائز طریقے سے روپیہ کما کر اپنے خاندان کے معیار زندگی کو بلند کریں اس سلسلے میں میری والدہ محترمہ عزیزہ بیگم (اللہ ان پر رحم کرے) کا رویہ بالکل متضاد تھا اور عین دین حق کے تقاضوں کے مطابق تھا میرے میٹرک کرنے کے بعد سے لے کر بی ایس سی انجنیئرنگ کرنے تک ہمارے گھر کی مالی حالت کافی تنگ رہی والد صاحب کو واجبی سی تنخواہ میں گھر کے اخراجات اور دو تین بچوں کے ہمہ وقت کالجوں میں پڑھائی کا خرچہ برداشت کرنا پڑتا تھا اس دوران والدین نے ہمت اور دعاؤں سے کام لیا اور بچوں کو کبھی محسوس نہ ہونے دیا کہ کتنی مشکل سے سب اخراجات مہیا ہو رہے ہیں انجنیئرنگ کرنے کے بعد جب مجھے نوکری ملی تو والدہ صاحبہ نے پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ ہم پہلے کی طرح روکھی سوکھی روٹی کھا کر گذارہ کرلیں گے لیکن تم ہمیشہ حق حلال کی روزی کمانا اور کبھی ناجائز رزق کا نہ سوچنا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں ہمیشہ والدہ صاحبہ کی نصیحت پر کاربند رہا اور اپنے SOCIAL STATUS کو کبھی کسی اور ساتھی سے COMPARE نہیں کیا اور میری والدہ ہمیشہ اس بات سے راضی رہیں کہ ہمارے گھر میں رزق حلال آتا ہے۔

دیانت داری کا سبق والدہ صاحبہ نے بچپن سے ہی سکھایا ایک مرتبہ والدہ صاحبہ نے بچپن میں مجھے بازار سے گوشت خریدنے بھیجا شاید پانچ روپے کا نوٹ تھا اور قصائی نے دس روپے کا نوٹ سمجھ کر گوشت کے پیسے کاٹے اور بقیہ رقم مجھے واپس کردی۔ میں نے آکر والدہ کو بتایا انہوں نے فوراً مجھے واپس بھیجا اور قصائی کو رقم واپس کردی گئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قصائی ہمیشہ جلدی اور اچھا گوشت مجھے دینے لگا۔ اور محبت اور عزت کی نگاہ سے مجھے دیکھنے لگا۔

میری والدہ محترمہ اولاد کے نیکی کے کاموں سے بہت خوش ہوتی تھیں جب بھی کوئی دینی خدمت یا کسی غریب کی مدد کی توفیق ملتی اور کسی طرح والدہ صاحبہ کو پتہ چلتا تو بہت خوشی کا اظہار کیا کرتیں اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتیں۔ ان کی طبیعت میں کوئی حرص یا لالچ نہیں تھا بہت جفاکش اور ہمت والی خاتون تھیں۔ بچوں میں ہمیشہ دینی غیرت پیدا کی کہتی تھیں کہ احمدیت کو کبھی کسی سے نہ چھپانا اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرنا۔ دعا کرتی تھیں کہ اللہ تعالےٰ میرے بچوں کو ہمیشہ نیک دوست عطا فرمائے چنانچہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور والدہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ہمیشہ اچھے اور نیک دوست عطا فرمائے اور کبھی کوئی بری عادت جیسے سگریٹ نوشی وغیرہ کی عادت نہ ہوئی۔

میری والدہ صاحبہ بہت دعا گو خاتون تھیں ان کی زندگی میں ایسی بے شمار راتیں آئیں جب کہ وہ ایک لمحہ بھی نہ سوسکیں اور ساری ساری رات اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتی رہیں حضرت بانی سلسلہ کے کئی دعائیہ اشعار یاد تھے اور وہ پڑھتی رہتی تھیں۔ کئی بار میرے سکول، کالج اور یونیورسٹی کے زمانہ میں گھر آنے پر یہ شعر پڑھتیں

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا

والدہ صاحبہ کو خاندان حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ (اللہ تعالےٰ کی ان پر سلامتی ہو) ان کے رفقاء اور جانشینوں سے بہت محبت اور عقیدت تھی غالباً ۱۹۵۱-۵۲ میں ہمیں حضرت سردار عبدالرحمٰن سابق مہر سنگھ (اللہ ان سے راضی ہو) رفیق حضرت بانی سلسلہ کے ساتھ ایک سال ایک ہی گھر میں (بھلوال) رہنے کا اتفاق ہوا۔ والدہ صاحبہ نے ان کی جو خوبیاں دیکھیں ان کا ہمیشہ ذکر کرتی رہتیں اور ہمیشہ حسرت کا اظہار کرتیں کہ کاش وہ ہمارے دادا حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب (اللہ ان سے راضی ہو) کو بھی دیکھ سکتیں جو کہ حضرت بانی سلسلہ کے رفیق تھے اور ۱۹۲۴ء میں جدہ میں وفات پاگئے کیونکہ وہ بھی ایک بہت نیک انسان تھے۔

والدہ صاحبہ ۱۵ رجنوری ۱۹۸۹ء یعنی جوبلی کے سال کے شروع میں فوت ہوئیں اور ان کو یہ بھی سعادت نصیب ہوئی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے وفات یافتگان چک سکندر کے ساتھ سنگاپور میں ان کی بھی نماز جنازہ غائب پڑھائی (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں)

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

اللہ تعالےٰ والدہ صاحبہ کی نیکیوں کو ہم سب بہن بھائیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔

⁂ ⁂ ⁂

بقیہ: ص۳ سے آگے

والے ایک دوسرے سے نرمی برتیں اور حلم کا مظاہرہ کریں۔

مسٹر لی جنہوں نے اب وزارتِ عظمیٰ کے عہدے سے دست برداری لی ہے نے برطانوی نوآبادی سنگاپور پر ایسی حالت میں حکمرانی شروع کی تھی کہ وہ تھا تو ایک آزاد شہر جسے ریاست کہا جاتا تھا۔ لیکن اقتصادی حالت خاصی کمزور تھی وہاں کوئی صنعت نہیں تھی۔ اور گرد کے دوست زیادہ اچھا رویہ نہیں رکھتے تھے اور چینی اور ملایا اور ہندوستانی آپس میں ایک دوسرے سے اتنا دور تھے کہ انہیں خاصی نسلی دشمنی کا شکار کہا جا سکتا ہے۔ آج سنگاپور کی آبادی ۲.۷ ملین ہے اور یہ ایشیا کا سب سے زیادہ خوشحال ملک (یا قوم) جانا جاتا ہے۔ جو لوگ مسٹر لی کے دوست اور اسکے مداح تھے ان کا بھی یہ کہنا تھا کہ وہ خاصے سخت گیر ہیں لیکن انہوں نے کبھی اس بات کی وضاحت کی ضرورت نہیں سمجھی وہ اکثر کہتے تھے کہ کوئی لیڈر نرم ہو کر زندہ نہیں رہ سکتا دنیا کی سب سے زیادہ عرصے تک رہنے والی منتخب حکومت کی سربراہی کرتے ہوئے انہوں نے یونیورسٹی کے طلباء سے کہا کہ لیڈر کو کامیاب ہونے کیلئے سخت گیر ہونا لازمی ہے بلکہ وہ اپنی مخالف پارٹی کے لیڈروں کے متعلق بھی کہا کرتے تھے کہ افسوس ہے کہ وہ اتنے سخت نہیں ہیں۔ کہ اپنے مخالفوں کے ساتھ مرضی کے مطابق سلوک کرسکیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے مخالف بھی اسی طرح کے سخت ہوں۔

جہاں تک نئے وزیرِ اعظم کا تعلق ہے۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بہت ذہین اور جلد فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لیکن وہ بہت زیادہ لوگوں کو ایک ہی وقت میں خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات ان کے متعلق مسٹر لی نے بھی کہی ہے۔

مسٹر لی نے انتقالِ اقتدار کو بہت اچھی طرح منظم کیا تھا۔ ان کی یہ خواہش تھی جو پوری ہوگئی کہ وہ نئی نسل کو اقتدار سونپنا چاہتے ہیں اگرچہ انہوں نے کھلم کھلا طور پر یہ بات بھی کہہ دی تھی کہ ان کی خواہش ہے کہ ان کی جگہ کوئی اچھا لکھا پڑھا نوجوان آگے آئے اور اس سلسلے میں مسٹر ٹین کا نام لیتے تھے ان کا پورا نام مسٹر ٹونی ٹین ہے۔ لیکن مسٹر ٹونی ٹین اس عہدے پر فائز ہونے کے خواہش مند نہیں تھے۔

مسٹر لی کی عمر اسوقت ۶۷ سال ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ سیاست میں وہ اپنا عمل دخل حسبِ سابق جاری رکھیں۔ مسٹر گوہ کی کابینہ میں وہ بطورِ سینئر وزیر کام کریں گے۔ اگرچہ وہ کوئی قلمدان وزارت سنبھالنے کیلئے تیار نہیں۔ پیپلز ایکشن پارٹی کی صدارت بھی وہ فی الحال اپنے ہی پاس رکھیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا سیاست میں عمل دخل ملک کیلئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور بیرونی ملکوں سے تعلقات کے سلسلے میں بھی وہ خاصا کام کرسکیں گے۔

سیدنا حضرت فضل عمر کا ارشاد ہے۔

"تمہیں کوشش کرنا چاہیئے کہ تم نیکی میں سب سے پہلے حصہ لینے والے بنو اور اگر تم کسی وجہ سے پہلے حصہ لینے والوں میں نہ آسکو تو کوشش کرو کہ درمیانی درجہ تمہیں میسر آجائے۔ اگر تم درمیان بھی شامل نہ ہوسکو تو اس کے بعد جس قدر جلد نیکی میں حصہ لے سکو لے لو۔ اور کم از کم یہ کوشش کرو کہ تم آخری آدمی مت بنو۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا پس منظر

بنگلہ دیش میں حالات ایک نئے موڑ پر آگئے ہیں۔ ایک لمبے عرصہ سے صدر حسین محمد ارشاد کو استعفےٰ دینے کے لئے کہا جا رہا تھا لیکن وہ اس بات پر ڈٹے ہوئے تھے کہ جو لوگ ان سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں وہ غیر ذمہ دار بھی ہیں اور ملکی حالات کو خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں اس لئے وہ استعفےٰ نہیں دیں گے۔ مظاہرے ہوئے اور گولیاں چلیں اور مختلف اوقات میں متعدد افراد ان گولیوں کا نشانہ بن کر ہلاک بھی ہوئے۔ حزب اختلاف کے رہنماؤں کو نظر بند بھی کیا گیا اور ڈرایا دھمکایا بھی گیا۔ لیکن وہ اپنے ارادے کے پکے نکلے اور انہوں نے ہر قسم کے حالات میں احتجاج جاری رکھی۔ مظاہرین کی تعداد بھی بڑھتی رہی اور ان کی کیفیت بھی بدلتی رہی۔ اب چند روز جو مظاہرے ہوئے ہیں ان میں زیادہ تر طلباء نے حصہ لیا۔ طلباء قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں اور کل کے رہنما۔ ان میں بھی کئی لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ لیکن طلباء کے مظاہروں نے اوروں پر تو جو اثر کیا وہ کیا۔ فوج کے دل بدل دیئے۔ گولیاں تو آخر فوج نے چلانی ہیں۔ وہ گولیاں نہ چلائیں تو صدر خود تو بندوق ہاتھ میں لے کر باہر نہیں نکل آئے گا۔ پس یہاں بھی فوج نے گولیاں چلانے سے انکار کرنا۔ فوجیوں نے سوچا کہ ایک شخص کو برسر اقتدار رکھنے کے لئے وہ کب تک قوم کے قیمتی سرمایہ کو ضائع کرتے رہیں اور ضائع بھی اتنی بے دردی سے کرتے ہیں چنانچہ ان کے فیصلہ کے ساتھ حالات نے پلٹا کھایا اور صدر محمد حسین ارشاد نے فیصلہ کر لیا کہ آخر کب تک۔ انہوں نے استعفےٰ دینے کی خواہش کا اعلان کر دیا ہے حزبِ مخالف نے ان کی بات مان لی ہے اب وہاں کی اسمبلی ان کی جگہ کسی نگران صدر کو نامزد کرے گی۔ انتخابات ہوں گے اور اس طرح بنگلہ دیش کو صدر حسین محمد ارشاد سے چھٹی مل جائے گی۔ عرب ممالک صدر حسین محمد ارشاد کے دوست ہیں اور ایک عرصہ سے ان کے ساتھ باہمی روابط رکھتے ہیں۔ انہوں نے حیرت کا بھی اظہار کیا ہے اور افسوس کا بھی وہ تو یہی چاہتے ہوں گے کہ کوئی تبدیلی واقع نہ ہو اور صدر محمد ارشاد ہی صدر رہے۔ لیکن اب حالات قابو سے باہر ہو چکے ہیں اور مخالفت کے تیز دھارے میں وہ بہ گئے ہیں۔

صدر حسین ارشاد صدارت سے قبل فوج کے سربراہ تھے اور انہوں نے اس وقت کے سربراہ مملکت کو ہٹا کر۔ اور وہ بھی فوج ہی کی طرف سے آئے تھے۔ خود سربراہی سنبھال لی تھی۔ گیارہ سال تک صدر رہنے کے بعد اب انہیں ملک کی سربراہی سے فراغت حاصل کرنا پڑ رہی ہے۔

○ صدر حسین محمد ارشاد نے تو گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ لیکن صدر صدام ڈٹے ہوئے ہیں۔ بش کے غصہ میں تیزی آ رہی ہے آجکل وہ دورہ پر ہیں اور اس دورہ کے دوران وہ صدر صدام پر دانت پیس رہے ہیں۔ پہلے کہتے تھے کہ عراق پر پابندیاں اسے کویت خالی کرنے پر مجبور کر دیں گی لیکن پابندیاں لگیں اور صدر صدام نرم پڑنے کی بجائے مزید سخت ہوتے چلے گئے۔ اب صدر بش اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ وہ جانتے تھے کہ پابندیاں کام نہیں کریں گی اس لئے جلد از جلد فوجی حملہ ہونا چاہیئے جو لوگ اس حملہ کو مؤخر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں صدر بش ان کے خلاف سخت الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

عرب ممالک میں صدر صدام کے ڈٹے رہنے کے فیصلے کی حمایت بڑھ رہی ہے۔ اگر کویت کے متعلق بات چیت کرنی ہے تو اسرائیل کے متعلق بھی کی جائے۔ مشرق وسطیٰ کے امن کا خواب اس کے بغیر کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو گا۔ یہ موقف ہے صدر صدام کا۔ اور اب کئی اور سربراہان مملکت کو بھی یہ بات سمجھ میں آنے لگی ہے اس کے علاوہ اب خیالات اس طرف مڑ رہے ہیں کہ عراق اور کویت عرب ممالک کا مسئلہ ہے۔ یورپی اور دیگر تقریباً چوبیس اور ممالک کی افواج کو اس پھڈے میں ٹانگ اڑانے کی کیا ضرورت آن پڑی ہے۔ امریکہ کی فوج اس سارے عمل کو سعی لاحاصل سمجھ رہی ہے امریکہ کے شہری مظاہرے کر کے اس بات کو کھلم کھلا چیلنج کر رہے ہیں کہ امریکہ نے خلیج میں فوجیں کیوں بھیجی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تیل کی قیمت چند سینٹ کم کرانے کیلئے ہزاروں امریکی فوجیوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا ہے۔

○ نوابزادہ نصر اللہ خان ـــ ملک کے سینئر سیاستدان ـــ پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ اگر ایک قومی لیڈر پر حملہ ہو سکتا ہے تو عام شہری کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی ملک کی ترقی آسمان سے بھی باتیں کرنے لگے تو کیا۔ اگر شہریوں کی جان و مال محفوظ نہیں تو وہ اس ترقی کو کیا کرے۔ اور ہم تو ابھی ترقی میں بھی آسمان سے بہت نیچے ہیں۔ خدا کرے کہ ہمارے ملک میں ہر شہری کی جان اور اس کا مال اور اسکی عزت محفوظ رہے۔ یا کم از کم محفوظ رکھنے کی کوشش تو کی جاتی نظر آئے۔

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

اردو کے ادباء و شعراء کے ذہن میں ایک شدید خلجان اور دل میں اضطراب پیدا کر دیا۔ وہ اپنی ادبی و شعری تخلیقات کے لئے نئے اسلوب اور نئے سانچے تلاش کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اس تجسس میں اُن کی نظریں برصغیر پاک و ہند کی حدود کو پھلانگ کر روس اور فرانس تک پہنچیں اور وہاں کے ادب کا ہر گوشہ کھنگال ڈالا۔

رکاوٹ کی وجہ سے غزل کو ایک ازکار رفتہ صنفِ سخن سمجھا جانے لگا۔ پھر غزل میں گل و بلبل، زلف و گیسو وغیرہ جیسی فرسودہ تراکیب کی تکرار اور تخیل و معاملہ بندی کا فقدان اکثر غزل گو شعراء کا سرمایۂ شاعری بن کر رہ گیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ صنف بہت مسک سر ہو رہی تھی۔

زیرِ نظر ہنگامہ خیز دور ۱۹۳۵ء سے ۱۹۶۵ء تک رہا۔

اس دور کے پہلے بارہ سال ملک کی سیاسی کشمکش میں گذرے۔ پاکستان بنا تو کشت و خون بہت ہوا۔ لاکھوں گھرانوں کو ہجرت کرنی پڑی۔ قیام پاکستان کے بعد کامل گیارہ سال ملک کو سیاسی استحکام حاصل نہ ہوا۔ ادب کے دائرے میں ترقی پسند شعراء و ادبا کے غیر متوازن اندازِ فکر نے جو مقاصد ان کے لئے معین کئے تھے انہیں حاصل کرنے میں وہ ناکام رہے۔ شعراء و ادبا بدستور سابق اخلاص کا شکار رہے۔ اس ساری صورت حال نے اہل قلم حضرات کے دل و دماغ پر یاس اور قنوطیت مستولی کر دی۔ چنانچہ اس دور کا اردو ادب یاس و قنوطیت کا مرقع ہے۔

سال ۱۹۶۵ء نے اردو ادب کے ایک نئے دور کو جنم دیا۔

ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو اس اچانک اور ناگہانی آفت نے پاکستانی شعراء و ادباء کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ پھر قدم قدم پر خدا تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں جس طرح پاکستان کے دفاع میں مدد دی اس نے بھی ان پر گہرا اثر کیا۔ آخر یہ سوئے ہوئے شیر بیدار ہوئے اور ان کی چنگھاڑ میدان جنگ تک پہنچی اور ہمارے سورماؤں کو غیض و غضب سے بھر کر پنجہ آزمائی کے لئے جوش دلانے لگی۔ وہی شعراء و ادبا جو ۵ ستمبر تک یاس و قنوطیت کا شکار تھے۔ چند ہی دن میں جنگ کے خاتمہ تک ان کی ذہنی، قلبی اور نفسیاتی کیفیت یکسر بدل گئی اور ایک نئے عزم، نئی امید اور بے پناہ رجائیت نے انہیں قطعاً نئے انسان بنا دیا۔ جنگ کے دوران میں جو ترانے، نغمے، افسانے، مضامین لکھے گئے وہ نکھر کر کتابی صورت میں نومبر ۱۹۶۵ء میں سامنے آگئے۔ نفسیاتی اعتبار سے یہ اردو ادب اس ادب کا متضاد تھا جو ۱۹۳۵ء سے ۱۹۶۵ء تک پیدا ہوا۔

اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ نومبر ۱۹۶۵ء سے اردو ادب کا ایک نیا دور شروع ہو گیا جسے ہم انقلابی دور کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ پوری انسانیت اس وقت ایک بہت بڑے ذہنی اور قلبی انقلاب کے دروازے پر کھڑی ہے۔

مختلف ممالک میں آم پکنے کے اوقات

نمبر شمار	نام ملک	وقتِ برداشت
۱	مالی	مارچ - جولائی
۲	اپر وولٹا	〃
۳	ہندوستان	اپریل - جولائی
۴	پاکستان	مئی - اگست
۵	سینی گال	〃
۶	جزائر غرب الہند	جون - ستمبر
۷	میکسیکو	جون - اگست
۸	جنوبی افریقہ	دسمبر - اپریل
۹	کینیا	تمام سال
۱۰	کوئینز لینڈ	۱۵ دسمبر - اپریل
۱۱	کوتونورا	نومبر - مارچ
۱۲	شمالی آسٹریلیا	دسمبر - مارچ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

کہنا تو یہ چاہیئے کہ آپ کا مضمون ملا۔ لیکن چونکہ مضمون بھی ایک رنگ میں خط ہی ہوتا ہے اس لئے ہم نے آپ کا خط ملا لکھ دیا ہے۔ اور یہ خط (یا مضمون) رضوانہ شہباز صاحبہ ربوہ کا ہے۔ آپ نے جہیز کی رسم کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جہیز کو تکلیف دہ رسم کہنے کو ہم درست نہیں سمجھتے البتہ جہیز کے متعلق غلط خیالات کو تکلیف دہ سمجھتے ہیں حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں کہ وہ کون سے والدین ہیں جو اپنی بیٹی کو رخصتی کے وقت کچھ دینا نہیں چاہیں گے۔ سب والدین ضرور کچھ نہ کچھ دینا چاہیں گے اور دینا بھی چاہیئے۔ لیکن لڑکے والوں کا جہیز میں کوئی چیز مانگنا ذلت کا باعث ہے۔ لڑکی کے والدین جو دے سکتے ہیں دیں۔ اور اس میں "دے سکتے ہیں" کے الفاظ کی بھی خاص اہمیت ہے یعنی تکلف سے اور قرض لے کر نہیں بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ لڑکے والوں کو سمجھایا جائے کہ کچھ نہ کچھ تو ضرور ملے گا لیکن دلہن کے والدین اپنی استطاعت کے مطابق دیں گے۔ لڑکے والوں کو کوئی مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے۔

یہ کہنا کہ جہیز ہندوؤں کی رسم ہے درست نہیں۔ یہ تو والدین کی محبت کا تقاضا ہے۔ اور اس تقاضے کو فطرت کے مطابق جاری رہنا چاہیئے۔

مجلس انصار اللہ پاکستان

نصاب برائے امتحان سہ ماہی چہارم دسمبر ۱۹۹۰ء / ۱۳۶۹ ہش

(۱) منتخب قرآنی آیات۔

(۲) " احادیث

(۳) " تحریرات حضرت بانیٔ سلسلہ

تینوں کتب کی قیمت پندرہ روپے ہے لیکن امتحان دینے والے انصار کو رعائتی قیمت یعنی بارہ روپے میں مہیا کی جائے گی۔

زعماء اور ناظمین اضلاع اپنی ڈیمانڈ سے جلد آگاہ فرمائیں۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل ۲۷۸۱۷ میں طاہر نسیم احمد ولد بابو محمد حمید احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ کاروبار عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن R-660 سیکٹر ۹ نارتھ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۹/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) ۱/۳ حصہ پلاٹ برقبہ ۴۰۰ مربع گز کل قیمت کا ۱/۳ -/۱۳۰۰۰ روپے (۲) ۱/۳ حصہ پلاٹ برقبہ -/۶۰۰ مربع گز کل قیمت کا ۱/۳ -/۲۰،۰۰۰ روپے میزان کل جائیداد -/۳۳،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۶۰۰ روپے ماہوار بصورت ٹھیکیداری مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر منظور فرمائی جائے۔ العبد طاہر نسیم احمد R-660 سیکٹر ۹ نارتھ کراچی۔ گواہ شد نمبر۱ صغیر احمد چیمہ صدر موصیان کراچی گواہ شد نمبر۲۔ ملک عبدالباسط خادم صدر حلقہ نارتھ کراچی۔

مسل ۲۷۸۱۸ میں راجہ ناصر احمد ولد راجہ محبوب علی صاحب قوم راجپوت جنجوعہ پیشہ پنشنر عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۹/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان 26/292 تین منزلہ ۱۵۵ مربع گز مالیتی -/۵،۰۰،۰۰۰ روپے (۲) پلاٹ برقبہ ۳۰۰ مربع گز مہران ٹاؤن مالیتی چوبیس ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۵۰۰ روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد راجہ ناصر احمد 26/292 ڈرگ روڈ کراچی۔ گواہ شد نمبر۱ صغیر احمد چیمہ صدر موصیان کراچی۔ گواہ شد نمبر۲ مبارک احمد شاہ معلم وقف جدید وصیت نمبر ۱۸۴۰۰۔

مسل ۲۷۸۱۹ میں ایم نذیر احمد ولد چوہدری غلام قادر قوم جٹ پیشہ پنشنر عمر ۷۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن صابو بھڈیار ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۶/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زرعی اراضی پندرہ کنال واقع صابو بھڈیار مالیتی -/۴۰،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۴۸۷ روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ اور مبلغ اٹھارہ صد روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد- ایم نذیر احمد ساکن صابو بھڈیار P/O خاص ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۱ محمد رفیق۔ گواہ شد نمبر۲۔ مختار احمد۔

مسل ۲۷۸۲۰ میں پروین اختر زوجہ انجینئر محمد لطیف قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر 84 گ۔ب ضلع فیصل آباد حال گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۹/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات تیرہ تولہ ۲۲ قیراط مالیتی -/۴۲،۹۰۰ روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند محترم -/۲۰،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۳۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ پروین اختر زوجہ انجنیئر محمد لطیف صاحب این ایل سی ورکشاپ گوجرانوالہ چھاؤنی۔ گواہ شد نمبر۱ انجنیئر محمد لطیف وصیت نمبر ۲۴۴۴۶ خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ منصور احمد مبارک وصیت نمبر ۲۷۵۸۷۔

تحریک وقفِ نو

تحریک وقفِ نو کے ختم ہونے میں صرف چار ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ یعنی ۳ اپریل ۱۹۹۱ء کو یہ مدت ختم ہو رہی ہے۔ پیارے امام جماعت نے واقفین نو کی تعداد ۵۰۰۰ ہونی چاہیئے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا خدا کے فضل سے یہ تعداد ۳۰ ستمبر ۱۹۹۰ء تک ۵۰۶۹ ہو چکی ہے جس میں ۳۶۴۱ لڑکے اور ۱۴۲۸ لڑکیاں ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس تعداد میں مزید اضافہ کے لئے اپنے بچے جو ابھی تک پیش نہیں کر سکے مدت ختم ہونے کے اندر اندر وقف کے لئے پیش کر دیں تاکہ کوئی بچہ جو ۳ اپریل ۱۹۹۱ء کی مدت میں پیدا ہوا ہو اور والدین وقف نو میں پیش کرنا چاہتے ہوں وہ اس بابرکت الٰہی تحریک سے محروم نہ رہ جائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ ناروے پاکستان کو تعلیمی مقاصد کیلئے ۱۶ کروڑ روپے کی گرانٹ دے گا۔ ایک اور سمجھوتے کے تحت ناروے نے پاکستان کو ۵ کروڑ روپے کی مدد دی ہے

○ پی آئی اے نے امسال ۲۵ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے سے زیادہ اور پاکستان آٹو موبائیل کارپوریشن نے امسال ۴ کروڑ روپے سے زیادہ منافع کمایا ہے۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ آئین کی آٹھویں ترمیم ختم کرنے کیلئے اقدامات کرے انہوں نے اس سلسلے میں پی ڈی اے کی طرف سے تعاون کی پیشکش کی ہے

○ پاکستان کا محکمہ ڈاک ۱۵ دسمبر تک تمام ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر فیکس کی سہولتیں مہیا کر دے گا۔

○ پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے درمیان تیسرا اور آخری ٹیسٹ جمعرات سے لاہور میں شروع ہو گیا۔ نائب کپتان جاوید میاں داد ان فٹ ہونے کی وجہ سے ٹیسٹ نہیں کھیل رہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق علی مرتضیٰ بھٹو کو میرے مقابلے پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ فوج نے مجھے قومی سلامتی کونسل قائم کرنے کی پیشکش کی جو میں نے مسترد کر دی اس پیشکش کے ایک ماہ بعد مجھے اقتدار سے محروم کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ برسر اقتدار ڈھانچہ ایک مقبول عام قیادت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ معجزہ ہے کہ میں ابھی تک زندہ ہوں

○ کراچی میں ایک صنعتکار اور ایک بچے کو تاوان ادا کرنے کیلئے اغوا کر لیا گیا۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ نے خبردار کیا ہے کہ اگر عراق نے کویت سے اپنی تمام فوجیں واپس نہ بلائیں اور اور تمام مغربی یرغمالیوں کو رہا نہ کیا تو امریکہ عراق کے خلاف اچانک بڑے پیمانے پر اور بھرپور طریقے سے فوجی کارروائی کرے گا۔ امریکی وزیر خارجہ نے یہ بیان دیتے ہوئے کہا کہ اگر عراق کو کویت پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے کی اجازت دے دی گئی تو بڑے پیمانے پر جنگ پھیل جائے گی۔

○ امریکہ نے بتایا ہے کہ عراق نے صدر بش کی طرف سے مذاکرات کی پیشکش قبول کر لی ہے اور واشنگٹن اور بغداد میں متعلقہ حکام مذاکرات کی تاریخیں اور وقت طے کر رہے ہیں۔

○ صدر بش نے جو اسوقت بیونس آئرز کے دورے پر ہیں بتایا ہے کہ عراق کی طرف سے ابھی تک اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ملا کہ وہ کویت سے اپنی فوجیں واپس بلانا چاہتا ہے۔ انہوں نے مجوزہ عراق امریکہ مذاکرات کی ناکامی کا خدشہ ظاہر کیا۔

○ سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ممبر امریکہ روس، برطانیہ، فرانس اور چین خلیج کے مسئلے کے پرامن حل کیلئے مذاکرات کر رہے ہیں۔

○ سری نگر میں مزید بھارتی فوج کشمیری حریت پسندوں کو کچلنے کیلئے بھیج دی گئی ہے وادی میں سخت سردی کے باوجود مسلح جھڑپیں جاری ہیں۔

○ بنگلہ دیش کے صدر حسین محمد ارشاد کو ان کے مکان میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ کا اجلاس ہفتہ کو ہو رہا ہے جسمیں نائب صدر کی تقرری کی منظوری دی جائے گی۔ اپوزیشن نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس شہاب الدین کو اپنا امیدوار نامزد کیا ہے